بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

یوم پنجشنبہ

شرح چندہ: سالانہ ۲۱ روپے، ششماہی ۱۱ ، سہ ماہی ۶ ، ماہوار ۲½ ، فی پرچہ ۱/

۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۲ امان ۱۳۲۹ ہش	۲ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء	نمبر ۵۰

اخبار احمدیہ

لاہور یکم مارچ۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج بھی خدا کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

پاکستان میں بلاد یورپ سے چار مبلغین اسلام کی آمد

لاہور ریلوے اسٹیشن پر پرتپاک خیر مقدم

لاہور یکم مارچ۔ مکرم مولوی محمد اسحاق صاحب ساقی۔ مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر اور مکرم مولوی غلام رسول صاحب بلاد یورپ میں چار سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد آج رات کے دس بجے کے قریب پاکستان میل کے ذریعہ لاہور تشریف لائے۔ سوڈان کے پہلے واقف زندگی مکرم محمد ابراہیم صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پر مقامی احباب سینکڑوں کی تعداد میں مکرم جناب شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی زیر قیادت بلاد یورپ اور سوڈان سے آنے والے ان مبلغین اسلام کا پرجوش استقبال کیا۔ جونہی گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی۔ اسٹیشن کی تمام فضا نعرہ ہائے تکبیر کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔ تمام احباب ایک قطار میں ہار لئے احمدیت کے ان مجاہدین کے انتظار میں چشم براہ کھڑے تھے مولانا عبد الرحیم صاحب درد ناظر امور خارجہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب اور میاں غلام محمد صاحب اختر نے آگے بڑھ کر مجاہدین

شہنشاہ ایران کا دار الحکومت پاکستان میں ورود۔ اعلیحضرت کا ہوائی اڈے پر شاہانہ استقبال

کراچی یکم مارچ۔

آج دوپہر کے بعد تین بج کر ۹ منٹ پر شہنشاہ ایران پاکستان کے پندرہ روزہ دورے پر دار الحکومت پاکستان میں پہنچ گئے۔ ایک سپاسنامے کے جواب میں جو اعلیحضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ والی ایران نے فرمایا۔ میں نے پاکستان آنے کی دعوت کو بہت جلد اس یقین کے ساتھ منظور کر لیا تھا۔ کہ اس سے دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات اور بھی گہرے اور مضبوط ہو جائیں گے۔ شہنشاہ ایران کا اڑن قلعہ ۳ بج کر ۵ منٹ کے قریب ہوائی اڈے پر پہنچا۔ اور اعلیحضرت ۳ بج کر ۹ منٹ پر اس سے باہر تشریف لائے۔ سرحد پر جونہی والی ایران کا اڑن قلعہ پہنچا۔ پاکستان کے آٹھ شکاری ہوائی جہازوں نے جھک کر سلامی دی۔ اور ہوائی اڈے تک ہمرکاب آئے۔ آپ سب سے پہلے باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے بحری فوج کی وردی زیب تن تھی۔ آپ کے باہر قدم رکھتے ہی پاکستان کی بھاری طیارہ شکن ۲۱ توپوں نے آپ کو سلامی دی سب سے پہلے ایرانی سفیر مقیم پاکستان مسٹر علی نصر نے آگے بڑھ کر اعلیحضرت کو خوش آمدید کہا۔ اور پاکستان کے گورنر جنرل الحاج خواجہ ناظم الدین سے آپ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد گورنر جنرل نے اعلیحضرت کا تعارف وزیر اعظم پاکستان سے کرایا۔ جس کے بعد بری۔ بحری اور ہوائی دستوں نے آپ کو شاہی سلامی دی۔ اور فوجی بینڈ نے ایران و پاکستان کے قومی ترانے گائے۔ اس کے بعد تینوں فوجوں کے کمانڈروں کو شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس کے بعد اعلیحضرت نے پہلی پنجاب رجمنٹ کی گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا۔ معائنے کے بعد اعلیحضرت کا تعارف وزرائے پاکستان۔ گورنر سندھ۔ ریاستی حکمرانوں اور بیرونی سفیروں سے کرایا گیا۔ اس کے بعد گورنر جنرل پاکستان ہز ایکسیلنسی خواجہ ناظم الدین نے شہنشاہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اردو میں تقریر کی اور کہا میں والی ایران کے پہلی بار پاکستان آنے پر استقبال کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔ پاکستان کی شروع ہی سے یہ جد وجہد رہی ہے۔ کہ وہ اسلامی ملکوں میں دوستانہ تعلقات کو بڑھانے میں کوشاں رہے۔ تاکہ عوام کی بہبودی کے ساتھ بین الاقوامی معاملات میں اپنی آواز کو موثر بنا سکیں۔ ان دونوں ملکوں کے عوام کے صدیوں سے جو روحانی و تمدنی اور معاشرتی رشتے قائم ہیں۔ اور قیام پاکستان کا ایرانی عوام نے جس گرمجوشی سے خیر مقدم کیا تھا۔ پاکستانی عوام بڑی اسکی دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ پاکستان میں اعلیحضرت کی آمد سے دونوں ملکوں کے دوستانہ رشتے اور بھی گہرے اور مضبوط ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اعلیحضرت والی ایران نے جواباً فارسی میں تقریر کی۔ اور کہا کہ جب سے پاکستان نے آزاد خود مختار قوموں کی برادری میں قدم رکھا ہے۔ میری دلی تمنا تھی۔ کہ میں اس ملک میں ضرور جاؤں۔ جس کے ساتھ ایران کے گہرے مذہبی اور دیگر تعلقات ہیں۔ میرے دل میں پاکستان کے عظیم المرتبت رہنما حضرت قائد اعظم کو ملنے کی بھی بڑی خواہش تھی۔ اور میں نے اس یقین کے ساتھ بہت جلد اس دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ کہ اس سے دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات اور بھی مستحکم و مضبوط ہو جائیں گے۔ اور مجھے پاکستان سے ساتھ دوستی کے اظہار کا موقع ملے گا۔ پاکستان کی حکومت اور عوام نے جس گرمجوشی سے میرا خیر مقدم کیا ہے۔ اس کے لئے میں ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل پاکستان اور پاکستانی عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد اعلیحضرت اور گورنر جنرل پاکستان گارڈ کی قطاروں کے سامنے سے گذرتے ہوئے اس گول کمرے میں سے گذرے۔ جو خاص طور پر آراستہ کیا گیا تھا۔ اور کھلی کار میں آ گئے۔ جو گہرے سبز رنگ کی تھی۔ اور اسکی اطراف پر سنہری چاند اور تارے کے نشان تھے۔ پاکستان ملٹری پولیس کے دستے آپ کے محافظ تھے۔ آگے آگے یہ کار خراماں خراماں جا رہی تھی۔ اس کے پیچھے وزیر اعظم پاکستان اور شاہ ایران کے دوسرے عملے کی کاریں تھیں۔ جونہی یہ کار آراستہ سڑکوں پر سے گذری فرط مسرت سے ہزاروں افراد نے ایران و پاکستان کی دوستی کے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔ گورنر جنرل ہاؤس میں پہنچنے پر وزیر اعظم پاکستان نے اعلیحضرت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کو تار

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو رویا ۱۹۴۸ء میں بیان فرمایا تھا۔ اور جس کا ذکر میں ایک گذشتہ نوٹ میں کر چکا ہوں۔ اس میں میں نے یہ لکھا تھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کراچی پہنچ کر ۱۲ مارچ کو بذریعہ تار جناب چوہدری صاحب کو اس رویا سے اطلاع دے دی تھی۔

اس مضمون کی اشاعت کے بعد مجھے دفتر پرائیویٹ سکرٹری کے ریکارڈ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے یہ تار ۱۲ مارچ کو نہیں بلکہ ۱۳ مارچ ۱۹۴۸ء کو بھجوایا گیا تھا۔ اور اس کے الفاظ جو دفتر کے رجسٹر میں اب تک محفوظ ہیں۔ یہ تھے:-

Telegram. No 273 Dated 13-3-1948
To — Sir Zafrullah Khan Newyork
I have seen Newyork Radio Pronounced you have been Slain... It ordinarily means unexpected success, but it may be a warning, so be careful.
Mahmud Ahmad.

ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:-

میں نے رؤیا میں دیکھا ہے۔ کہ نیویارک ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ آپ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ عام طور پر اسکی تعبیر کوئی غیر متوقع کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک انذار بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ محتاط رہیں۔ محمود احمد۔

چونکہ یہ رؤیا اس سے قبل اخبار میں شائع نہیں ہوا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ تار کے اصل الفاظ بھی دوستوں کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل از ربوہ

ڈھاکہ یکم مارچ۔ پاکستانی ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم کلکتہ مسٹر عبد اللہ المحمود آج کریم گنج (آسام) میں پہنچ گئے۔ آپ وہاں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کا جائزہ لیں گے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے طبع کرا کر ۳۰ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء

جہاد بالسیف

بعض مخالفین احمدیت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ آپ نے نعوذ باللہ قرآنی جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔ یہ اتنا بڑا اتہام ہے کہ اس سے بڑا اتہام نہیں ہو سکتا۔ یہ مخالفین اپنی تائید میں مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں کو کانٹ چھانٹ کرکے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ان کو غلط فہمی میں ڈالتے ہیں۔ حالانکہ اگر آپ کی پوری عبارتیں پیش کی جائیں۔ تو یہ غلط فہمی پیدا نہیں ہو سکتی۔

مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے یہ اعلان فرمایا۔ کہ قرآن مجید کی کوئی آیت تو کیا کوئی لفظ کوئی لفظ تو کیا کوئی حرف۔ کوئی زیر زبر اور نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ آپ سے پہلے بعض علماء نے تو سینکڑوں آیات قرآن مجید کو منسوخ قرار دے رکھا تھا یہاں تک کہ حضرت سید ولی اللہ شاہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے رسالہ "فوز الکبیر" میں جو تفسیر قرآن پر ہے۔ پانچ آیات قرآن مجید کو منسوخ مانا ہے۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام نے تو صاف صاف فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی جہاد کو منسوخ نہیں قرار دیا۔ اور نہ دے سکتے تھے۔ جس جہاد بالسیف کی اجازت قرآن مجید میں ہے۔ اور جن شرائط کی وجہ سے جہاد بالسیف فرض قرار دیا گیا ہے۔ ان شرائط کی موجودگی میں جہاد بالسیف یقیناً فرض ہے۔ نہ اس کو مسیح موعود علیہ السلام اور نہ کوئی اور شخص قیامت تک منسوخ قرار دے سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ چند صدیوں سے علمائے سُو نے جہاد کا ایک نہایت غیر انسانی اور قرآن کریم کی تعلیم کے مخالف تصور بنا لیا تھا۔ جو قتل عمد سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ اور یہ غلط عقیدہ عوام کے دلوں میں بھی اس قدر مستحکم کر دیا گیا تھا۔ کہ گویا یہ ایک لاعلاج مرض ہو کر رہ گیا تھا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ صرف دینی اور دنیاوی نقصانات پہنچ رہے تھے پادری لوگ اور آریہ مسلمانوں کے اس غلط عقیدہ کو اچھال اچھال کر اسلام کو بدنام کر رہے تھے۔ اس طرح اسلامی تبلیغ رُک گئی ہوئی تھی۔ اسلام کو ایک خونخواروں اور ظالموں کا مذہب سمجھا جاتا تھا۔ پادریوں نے تو یورپ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام (نعوذ باللہ) اینٹی کرائسٹ یعنی مخالف مسیح علیہ السلام رکھا ہوا تھا۔ حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ناصری علیہ السلام کی بے حد تعریف فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں تو آپ کی ذات کے متعلق خصوصیت سے یہودیوں کے غلط الزامات کی سخت تردید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے ان کلمات کو لے کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی فوقیت جتانے کی کوشش کی ہے۔

الغرض عیسائیوں اور آریوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع ہمارے ہی علماء کے عقیدہ جہاد بالسیف کے غلط اور خلاف اسلام تصور کی وجہ سے حاصل ہوا اس لئے ضروری تھا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام اس غلط عقیدہ کی تردید نہایت تحدی سے فرماتے۔ اور اسلام کے چہرے سے اس داغ کو دھو کر اس کا پاکیزہ اور مصفا چہرہ قرآن کریم کے آئینہ میں دنیا کے سامنے پیش کرتے تاکہ اس کی ترقی کے راستہ میں فولادی دیواریں جو اس وجہ سے کھڑی ہو گئی ہیں۔ وہ مسمار ہو کر گر پڑیں۔ اور یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا کے مناظر پھر نگاہوں کے سامنے پھرنے لگیں۔ اور قرآن کریم کی پیشگوئی

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله

کی تکمیل دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے (باقی)

جماعت احمدیہ

کی مجلس مشاورت سنہ ۱۹۵۰ء

۷-۸-۹ اپریل (جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کو منعقد ہوگی

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کا اجلاس ۷-۸-۹ شہادت ۱۳۲۹ ہش مطابق ۷-۸-۹ اپریل سنہ ۱۹۵۰ء بروز جمعہ۔ ہفتہ اتوار منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ

جملہ جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنی جماعت کے نمائندگان کا انتخاب کرکے جلد دفتر ہذا کو مطلع کریں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)

علمائے متقدمین و متاخرین کا مذہب

"خاتم النبیین" اور "لانبی بعدی" کے معنی

۱۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ: وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر ختم ہوئی۔ وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ اور نہ اس میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے۔ اور یہی معنی ہیں آنحضرت صلعم کے اس قول کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی۔ اور لا رسول بعدی و لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو۔ ہاں ایسی صورت میں نبی آسکتا ہے۔ کہ وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

۲۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ: آنحضرت صلعم کا یہ قول کہ میرے بعد نبی نہیں اور نہ رسول اس سے مراد یہ ہے۔ کہ میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲)

جب نبوت اور رسالت شریعت والی ہوتی ہے۔ وہ تو آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔ آپ کے بعد شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مہربانی کرکے ان میں عام نبوت جس میں شریعت نہ ہو باقی رہنے دی۔

(فصوص الحکم فص حکمۃ فی حکمۃ عزیزیہ)

۳۔ عارف ربانی سید عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ: تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت صلعم کے بعد ختم ہو گیا۔ پس اس وجہ سے آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہوئے۔

(الانسان الکامل باب ۳۶ ترجمہ اردو خزینۃ التصوف صفحہ ۶۶)

۴۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ: خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلعم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹)

۵۔ حضرت سید ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ رحمۃ: آنحضرت صلعم پر نبی ختم ہو گئے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا۔ جس کو خدا تعالیٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔ (تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۵۳)

۶۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ: علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا۔ وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بہر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے۔ (دافع الوساوس فی اثر ابن عباس صفحہ ۱۳)

کیونکہ بعد آنحضرت صلعم کے یا زمانے میں آنحضرت صلعم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں۔ بلکہ صاحب شرع جدید ہونا ممتنع ہے (ایضاً صفحہ ۱۲)

۷۔ جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند علیہ رحمۃ: عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۳)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (ایضاً صفحہ ۲۸)

بعض متفرق سوالوں کا جواب

(دُعاؤں میں ناکامی پر مایوسی، مُردوں پر فاتحہ خوانی اور قُل کی رسم وغیرہ)

(از حضرت بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے)

گذشتہ مضمون میں جہاد بالسیف کے مسئلہ کے متعلق ایک دوست کے سوال کا جواب دے چکا ہوں اب ایک بہن کے سوال کا جواب دیتا ہوں یہ بہن لکھتی ہیں کہ ان کے لڑکے نے اپنی بیکاری دور کرنے کے لئے ایک امتحان دیا تھا مگر باوجود محنت کرنے اور دعائیں مانگنے کے وہ ناکام رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے اندر مایوسی کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے بلکہ نعوذ باللہ خدا کے متعلق بھی شکوک اٹھ رہے ہیں کہ اتنی دعاؤں کے باوجود خدا نے میری نہیں سُنی۔ یہ بہن گو اپنی ذات میں بہت نیک اور مخلص ہیں مگر اپنے بچے کی وجہ سے فکرمند ہیں اور چاہتی ہیں کہ دعاؤں کے اس پہلو پر کچھ روشنی ڈالی جائے تاکہ جماعت کے نوجوانوں کے لئے بصیرت اور سہارے کا موجب ہو۔ سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ساری غلط فہمی دراصل دعاؤں کے حقیقی فلسفہ کے نہ سمجھنے اور شریعت اور قضاء و قدر کے قانون میں امتیاز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بات بہت صاف ہے اور میں اس کے متعلق اپنی کتاب "ہمارا خدا" اور "سیرت خاتم النبیین" حصہ سوم میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں۔

مختصر طور پر یہ جاننا کافی ہے (کیونکہ میں اس وقت بوجہ علالت حوالے درج کرنے سے معذور ہوں) کہ دعاؤں کے متعلق یہ خیال کرنا کہ ہر انسان کی ہر دعا لازماً منظور ہونی چاہیئے اور پھر لازماً وہ اسی صورت میں منظور ہونی چاہیئے جس صورت میں کہ وہ چاہتا ہے ایک بالکل باطل نظریہ ہے جس کے قبول کرنے سے سارا نظام عالم درہم برہم ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ اس نظریہ کے قبول کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا دنیا کا آقا اور مالک نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ انسانوں کا غلام ہے اور اس بات کے لئے مجبور ہے کہ ہر بات میں لازماً ان کی خواہش کے مطابق چلے اور ظاہر ہے کہ جو ہستی ہر بات میں لازماً دوسروں کے اشارہ پر چلنے میں مجبور ہو اور کسی بات میں ذرہ بھر ادھر اُدھر نہ ہو سکے وہ غلام ہوتی ہے نہ کہ آقا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دعاؤں کے معاملہ میں بندوں کے ساتھ خدا کا تعلق دوستانہ رنگ کا ہوتا ہے کہ کبھی وہ ان کی بات مانتا ہے اور کبھی اپنی بات منواتا ہے اور درحقیقت یہی دعاؤں کے فلسفہ کا مرکزی نقطہ ہے جس کے بغیر نہ تو خدا کی خدائی باقی رہتی ہے اور نہ بندے کی بندگی۔ ہاں ہاں غور کرو کہ یہ کتنی غیر معقول اور خلاف عقل بات ہے کہ انسان دنیا کی خالق و مالک ہستی کے متعلق تو یہ امید رکھے کہ وہ بہرحال اس کی مانے اور اس کی دعاؤں کو ہر صورت میں قبول کرے لیکن خود خادم ہو کر اپنے مالک و آقا کی کسی خلاف مرضی تقدیر کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو۔!!

دوسری[۲] بات اس تعلق میں یہ جاننی ضروری ہے کہ بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مختلف لوگوں کی دعائیں آپس میں ٹکراتی ہیں اور ایک شخص کی دعا قبول کرنے کا لازمی نتیجہ دوسرے شخص کی دعا کے رد کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک مالی اور باغبان ہے جس کا باغ سوکھ رہا ہے اور اسی پر اس کی ساری روزی کا دارومدار ہے اور وہ فوری بارش کی دعا مانگتا ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص مٹی کے برتن بنانے والا گل ساز ہے اور اس کے بہت سے برتن خشک ہونے کیلئے دھوپ میں رکھے ہیں اور وہ اس بات کے لئے دست بدعا ہے کہ خدایا ابھی بارش کو کچھ عرصہ روک کر رکھ تاکہ میری یہ زندگی کی پونجی تباہ نہ ہو جائے۔ اب یہ دونوں دعائیں ایسی ہیں کہ ایک دوسرے کے بالکل متضاد اور مخالف پڑی ہوئی ہیں اور ایک کو قبول کرنا دوسری کو رد کرنے کے مترادف ہے۔ پس لامحالہ ان حالات میں یا تو ان دعاؤں میں سے صرف ایک دعا ہی قبول ہوگی اور دوسری رد کر دی جائے گی اور یا خدا تعالے ان دونوں دعاؤں کو نظر انداز کر کے ایک ایسا رستہ اختیار فرمائے گا جو باغبان اور گل ساز کی محدود ضرورتوں کے میدان سے باہر قدم رکھتے ہوئے علاقہ کی مجموعی ضرورت کے لحاظ سے مناسب ہو گا۔ اور خدا اپنے مصالح کو بہتر سمجھتا ہے۔

تیسری[۳] بات یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض اوقات انسان ایک ایسی دعا مانگتا ہے جو درحقیقت خود اس کے لئے مضر ہوتی ہے لیکن وہ اس کی حقیقت کو نہیں سمجھتا یا یہ دعا اگر اب نہیں تو آئندہ چل کر اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہونے والی ہوتی ہے مگر وہ علم غیب نہ رکھنے کی وجہ سے اس کے نقصان کو نہیں جانتا۔ تو اس صورت میں خدا کی رحمت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ایسی دعا کو رد کر دے۔ اگر ایک ماں اپنے اس بچے کے ہاتھوں کو پکڑ سکتی ہے جو وہ اپنی نادانی سے شوق میں آکر آگ کے سُرخ و نیلگوں شعلوں کی طرف بڑھاتا ہے اور اس کے رونے اور چلانے کی پروا نہیں کرتی تو خدا جو ارحم الراحمین ہے کس طرح اپنے بندوں کی ان نادانی کی دعاؤں کو قبول کر سکتا ہے جو وہ بری چیزوں کو اچھا خیال کرتے ہوئے خدا سے مانگتے ہیں؟

پھر چوتھی[۴] اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بعض لوگ دعا کرتے ہوئے قضاء و قدر کے قانون کو بالکل بھلا دیتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ محض دعا کی وجہ سے ظاہری اسباب کو نظر انداز کرتے ہوئے کامیاب ہو جائیں۔ مثلاً اگر کوئی امتحان دینا ہو تو محنت کرنے کے بغیر یا پوری محنت کرنے کے بغیر یا صحیح طریق پر محنت کرنے کے بغیر محض دعا کرنے یا کرانے سے امید کرتے ہیں کہ ان کا کام ہو جائے گا حالانکہ خدا تعالے کی باریک در باریک حکمت نے روحانی اور جسمانی نظاموں کو ایک دوسرے سے بالکل جدا رکھا ہے۔ روحانی میدان کی کمی عام حالات میں جسمانی میدان پوری نہیں کر سکتا اور جسمانی میدان کی کمی عام حالات میں روحانی میدان پوری نہیں کر سکتا یہ گویا خدا تعالے کی مرکزی حکومت کے ماتحت دو جدا جدا صوبائی حکومتیں ہیں جن میں ایک طرح کا ہوم رول قائم ہے گوشت کا قانون گوشت کے ساتھ ہے اور روح کا قانون روح کے ساتھ ہے۔ "بینھما برزخ لا یبغیان" اگر خدا کا ایک برگزیدہ نبی بھی کوئی ایسی چیز کھائے گا جو ثقیل ہونے کی وجہ سے پیٹ میں درد پیدا کرنے والی ہے تو اس کا نبی ہونا اسے پیٹ کی درد سے نہیں بچا سکے گا۔ کیونکہ نبوت روحانی میدان سے تعلق رکھتی ہے اور ثقیل چیز سے پیٹ میں درد ہونا جسم کے قانون کا حصہ ہے۔ اسی طرح اگر دو ایسے آدمی گہرے پانی میں کود پڑیں گے جن میں سے ایک نیک ہے اور دوسرا بد۔ تو وہ نیک آدمی جو تیرنا نہیں جانتا ڈوب جائے گا۔ لیکن وہ بد آدمی جو تیرنا جانتا ہے بچ جائے گا کیونکہ تیرنا یا ڈوبنا جسم کے قانون سے تعلق رکھتا ہے اور نیک آدمی کی نیکی اسے تیرنا سیکھنے کے بغیر ڈوبنے سے نہیں بچا سکتی۔

یہ فرق اور امتیاز اس لئے ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور بنی نوعِ انسان کی ساری ترقی رک جائے اور انسانی دماغ ایک ٹھوس اور منجمد پتھر کی طرح ٹھٹھک کر رہ جائے۔ مثلاً اگر قوانینِ طب کی تحقیق کے بغیر محض دعا کی وجہ سے لوگوں کی بیماریاں دور ہو جائیں تو کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ طبی تحقیقاتوں کے پیچھے سرگردان ہو۔ یا اگر محض دعا کے نتیجہ میں انسان ڈوبنے سے بچ جائے تو لوگ تیرنا کیوں سیکھیں اور کشتیوں اور جہازوں کو پانی کی سطح پر رکھنے کے اصول کیوں سوچیں؟ الغرض غور کیا جائے تو علم اور سائنس کے ہر شعبہ کی ترقی محض اس وجہ سے ہے کہ مادہ کا قانون روح کے قانون سے جدا رکھا گیا ہے۔ اور (استثنیات کو الگ رکھتے ہوئے) جب تک انسان مادہ کے قانون پر حاوی نہ ہو وہ محض روح کی توجہ اور دل کی دعا سے مادہ کے میدان میں ترقی نہیں کر سکتا۔ لہذا بعض لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ ہم نے دعا کی تھی مگر پھر بھی فیل ہو گئے اور ہم نے سجدوں میں ناک رگڑی تھی مگر پھر بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے ایک خیال باطل ہے۔ انہیں چاہیئے کہ امتحان کے لئے پڑھیں بھی اور دعا بھی کریں اور دنیوی مقاصد کے لئے ظاہری کوشش بھی کریں اور خدا کے حضور سجدہ ریز بھی رہیں۔ کیونکہ دعا ایک روحانی تدبیر ہے اور محنت اور کوشش ایک ظاہری اور مادی تدبیر ہے اور دونوں کے ملنے سے ہی بہترین نتیجہ نکل سکتا ہے اور دراصل اسلامی توکّل کا یہی سچا فلسفہ ہے کہ دعا اور دوا دونوں کو ملایا جائے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بدوی رئیس آیا اور اپنے اخلاص کے جوش میں مسجد نبوی کے باہر ہی اپنی اونٹنی کھلی چھوڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو گیا۔ جب وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس گیا تو اس کی اونٹنی ادھر اُدھر بھٹک کر غائب ہو چکی تھی وہ گھبرایا ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے تو آپ کی مجلس کے شوق میں خدا پر توکّل کرتے ہوئے اونٹنی کو کھلا چھوڑ دیا تھا۔ مگر اب باہر گیا ہوں تو وہ غائب ہے۔ آپ نے فرمایا:-

اعقل ثم توکّل

"یعنی پہلے اونٹنی کا گھٹنا باندھو اور پھر توکّل کرو۔"

اللہ اللہ!! کیسا ہی سادہ مگر کیسا ہی لطیف کلام ہے۔ اور روح اور جسم کی ترکیب حکمت سے کتنا لبریز!!

اور یہ وہی حدیث ہے جس پر مولانا رومی علیہ الرحمۃ

نے یہ مشہور مصرع کہا ہے کہ:۔

برتوکل زانوئے اُشتر ببند

کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب مادی تدبیروں کو بہرحال اختیار کرنا ضروری ہے تو پھر دعا کا کیا فائدہ ہے مگر یہ محض نادانی کا اعتراض ہوگا۔ ہم ہر روز اپنی جسمانی بیماریوں کے لئے مرکب نسخے استعمال کرتے ہیں جن میں سے بعض میں تین دوائیاں پڑتی ہیں اور بعض میں چار اور بعض میں پانچ اور بعض میں اس سے بھی زیادہ۔ تو کیا ہم اپنے اہم دینی اور دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے ۲ دو دوائیاں بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ جن میں سے ایک روح کو تازہ رکھنے کے لئے ہے اور دوسری جسم کو چوکس وہوشیار اور مستعد بنانے کے لئے؟ دراصل دنیوی کاموں کے متعلق دعا سکھانے میں اسلام کے مدنظر دہری غرض ہے ایک یہ کہ تا محض مادی باتوں میں پڑ کر مومن کی روح اور توجہ الی اللہ کا جذبہ کمزور نہ ہونے پائے اور دوسرے یہ کہ تا مادی تدبیروں کے ساتھ دعا اور نصرت الٰہی کا زور شامل ہو کر ہمارے مقاصد کے حصول کو ہمارے لئے آسان تر کر دے اور یہی ہمیشہ انبیاء اور صلحاء کی سنت رہی ہے کہ وہ اپنے دنیوی مقاصد میں ظاہری تدبیر کے ساتھ دعا کو اور دینی مقاصد میں دعا کے ساتھ ظاہری تدبیر کو شامل کرتے رہے ہیں مگر اصل بھروسہ خدا کی ذات پر رکھتے رہے ہیں اور یہی صراطِ مستقیم کا مرکزی نقطہ ہے۔ ہاں اگر کسی وقت کوئی ظاہری تدبیر میسر ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اہل اللہ صرف دعا پر بھروسہ کرتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور اسی میں خدا ان کے لئے کامیابی کا رستہ کھول دیتا ہے مگر یہ ایک استثنائی صورت ہے جس پر عام حالات کا قیاس نہیں ہونا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ وہ نوجوان جو کسی کام میں ۔۔۔ کی ناکامی دیکھ کر گھبراتا اور مایوس ہونے لگتا ہے اسے چاہئے کہ کم از کم مندرجہ ذیل باتوں کو ضرور یاد رکھے۔

(۱) خدا ہمارا آقا ہے نہ کہ نعوذ باللہ خادم۔ پس ضروری نہیں کہ وہ ہماری باتوں کو مانے بلکہ وہ دوستوں کی طرح بعض اوقات اپنے بندوں کی بات مانتا ہے اور بعض اوقات اپنی منوا کر ان کے ایمان کا امتحان کرتا ہے۔

(۲) بسا اوقات خدا کے مختلف بندوں کی دعائیں آپس میں ٹکراتی ہیں اور اس صورت میں یہ ناممکن ہوتا ہے کہ خدا سب کی دعائیں قبول کرے پس وہ جسے زیادہ حقدار دیکھتا ہے اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور دوسروں کے صبر کو آزماتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنی دعاؤں میں زیادہ مقبولیت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو زیادہ حقدار بنائے

(۳) بعض اوقات دعا کرنے والا اپنی نادانی میں ایک ایسی چیز کی خواہش کرتا ہے جو خدا کے علم میں اس کے لئے (دین میں یا دنیا میں۔ حال میں یا مستقبل میں) نقصان دہ ہوتی ہے تو اس صورت میں خدا جو اپنے بندوں کے لئے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہے۔ ان کی دعا کو رد کر کے اس ذریعہ سے اس کے لئے ایک رحمت کا نشان قائم کرتا ہے۔

(۴) بعض اوقات بندہ دنیوی تدبیروں اور سامانوں کو نظر انداز کرتے ہوئے محض دعا کے ذریعہ کامیاب ہونا چاہتا ہے یا دنیوی سامانوں کو اختیار تو کرتا ہے مگر اس حد تک اختیار نہیں کرتا جس حد تک کہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ تو اس صورت میں خدا اسے ناکام کر کے اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ دنیا کے اسباب بھی ہمارے ہی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ پس "پہلے اونٹنی کا گھٹنہ باندھو اور پھر توکل کرو"۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں۔ مثلاً دعا میں جلد بازی کرنا یا سنتِ الٰہی کے خلاف دعاء کرنا وغیرہ وغیرہ۔ مگر میں اس مختصر نوٹ میں صرف انہی چار باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ جو دوست چاہیں وہ دوسرے لٹریچر میں مفصل مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مُردوں پر "فاتحہ خوانی" اور "قُل" کی رسم وغیرہ

یہی خاتون دریافت کرتی ہیں کہ مُردوں پر فاتحہ خوانی کرنا یا قُل وغیرہ کی رسم بجا لانا اور اسی طرح دوسری معروف رسمیں جو آجکل مسلمانوں میں عموماً رائج ہیں ان کی شرعی پوزیشن کیا ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ جو بات اس بارہ میں قرآن وحدیث اور سنّت سے ثابت ہے۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ جب کوئی مسلمان مرنے لگے تو اس کے پاس سورہ یٰسین پڑھی جائے۔ تاکہ ایک تو اس کی موت کی تکلیف میں کمی واقع ہو جو سورہ یٰسین کا روحانی خاصہ ہے اور دوسرے اسے خدا کی طرف توجہ پیدا ہو جو کلام الٰہی سننے کا طبعی نتیجہ ہے اور حتی الوسع اس کے سامنے خدا اور رسول کا ذکر کیا جائے۔ پھر جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی آنکھیں اور مُنہ بند کر کے اور اس کے اعضاء کو سیدھا کر کے اس کے مُنہ کو قبلہ رُخ کر دیا جائے۔ اس کے بعد اسے مسنون طریق پر غسل دے کر کفن پہنایا جاتا ہے اور اس کے بعد مقررہ نماز جنازہ پڑھ کر دفنایا جاتا ہے۔ اور پھر قبر کو ٹھیک ٹھاک کر کے آخری مختصر دعا کے بعد لوگ واپس آ جاتے ہیں۔ اس کے بعد مرنے والے کا تعلق دنیا سے کٹ کر خدا اور اس کے فرشتوں کے ساتھ جا پڑتا ہے اور مومنوں کو بہرحال اپنے آسمانی آقا سے عفو ورحمت کی امید رکھنی چاہیئے (اور اے میرے آقا میں نے تو بہرحال اپنی بے شمار لغزشوں کے باوجود تجھ سے ہمیشہ یہی امید رکھی ہے اور میں ہر حال میں تیرے عفو اور تیری رحمت اور تیرے فضل اور تیری برکت کا طالب ہوں وارجوا منک خیراً یا ارحم الرّاحمین)

بس مختصراً یہی وہ مسنون حقوق ہیں جو اسلامی طریق کے مطابق ہر مرنے والے کے متعلق ادا کئے جاتے ہیں۔ جس کے بعد مرنے والے کے عزیزوں کے ساتھ افسوس اور ہمدردی کرنے کے علاوہ خود مرنے والے کے لئے صرف دعا ہی باقی رہ جاتی ہے جو اس کے عزیز یا دوست یا شاگرد یا ہمسائے وغیرہ اس کے واسطے مانگتے ہیں اور مومنوں کی دعا علیٰ قدر مراتب مرنے والوں کو ضرور فائدہ پہنچاتی ہے خواہ وہ قبر پر جا کر کی جائے یا غائبانہ کی جائے۔ اس کے علاوہ ایک جائز طریق یہ بھی ہے کہ جس شخص کو توفیق ہو وہ کبھی کبھی (مگر بغیر تعیین تاریخوں کے تاکہ رسم نہ بن جائے) مرنے والے کی طرف سے کوئی صدقہ کر دے۔ صدقہ کے نتیجہ میں ان غریب لوگوں کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں جنہیں اس صدقہ سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اگر مرنے والا اپنی زندگی میں خود صدقہ وخیرات کا پابند رہا ہو تو ایک طرح سے اس کے نیک عمل کا تسلسل بھی قائم رہتا ہے۔

اس کے علاوہ باقی باتیں مثلاً رسمی طریق پر فاتحہ خوانی کرنا یا قبروں پر بیٹھ کر قرآن پڑھنا یا قُل یا چہلم وغیرہ کی رسوم ادا کرنا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کی (کم از کم میرے علم میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کی سنت میں کوئی سند نہیں ملتی۔ اور یقیناً بابرکت طریق وہی ہے جو سنت سے ثابت ہو۔ لوگوں نے اس قسم کی غیر مسنون رسموں میں الجھ کر دین کے صاف اور سیدھے طریق کو پیچدار بنا دیا ہے۔ اور پھر بعض رسمیں تو بیچارے غریب لوگوں کے لئے ان کے کسی عزیز کی موت کو گویا ایک چٹی بنا دیتی ہیں جو انہیں بہت سے ناواجب بوجھوں کے نیچے دبا دیتی ہے اور بجائے اس کے کہ مرنے والوں کے گھروں میں ان کے عزیز اور ہمسائے ایک دو دن تک کھانا بھجوا کر ان کی پریشانی کو ہلکا کرنے کی کوشش کریں ان پر دوسروں کے کھانے کا بوجھ ڈال کر ان کی پریشانی میں اضافہ کیا جاتا ہے اور سنت نبویؐ سے انحراف مزید براں ہے۔ پس ہمارے دوستوں کو ان سب غیر مسنون رسموں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کسی عزیز کے مرنے پر نوحہ کرنا یا بین ڈالنا یا چھاتی پیٹنا یا کپڑے پھاڑنا یا کسی اور طرح جزع فزع کرنا اسلام میں منع ہے۔ البتہ کسی عزیز کی موت پر غم اور صدمہ محسوس کرنا یا آنکھوں میں آنسو آجانا فطری رحمت کا حصہ ہے اور ہرگز منع نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ اور عزیزوں کی جدائی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں بھی آنسو آجاتے تھے۔ اور جب اس قسم کے ایک موقعہ پر بعض صحابہ نے آپؐ کی صبر کی تعلیم کو دیکھتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم میرے دل کو خدا کی رحمت سے خالی سمجھتے ہو کہ کسی عزیز کی جدائی پر میری آنکھوں میں آنسو بھی نہیں آسکتے۔ میں نے صرف بے صبری دکھانے اور خدا کی تقدیر پر معترض ہونے اور نوحہ کرنے سے منع کیا ہے اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر آپ نے یہ رقت بھرے الفاظ فرمائے کہ:۔

انّا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون

"یعنی اے ابراہیم ہمارے دل تیری جدائی کے صدمہ سے غمگین ہیں"۔

پس اسلام فطرت کے چشموں کو ہرگز بند نہیں کرتا۔ مگر بے صبری اور جزع فزع کے اعمال کو ضرور روکتا ہے اور یہی اس کے وسطی مذہب ہونے کا ثبوت ہے۔

باقی بہنوں بھائیوں کے سوالوں کا جواب انشاء اللہ پھر کسی وقت دوں گا۔ اس وقت علالت کی وجہ سے کوفت محسوس کرنے لگا ہوں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العظیم

خاکسار مرزا بشیر احمد

رتن باغ لاہور ۲۶/۲/۵۰

چنیوٹ میں جلسہ مصلح موعود

جناب محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی صدارت میں اساتذہ۔ طلباء اور دیگر جماعت احمدیہ چنیوٹ نے جلسہ منعقد کیا جس میں مصلح موعود کی پیشگوئی اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کے متعلق تقاریر ہوئیں صاحب صدر مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب سیکنڈ ماسٹر امیر جماعت چنیوٹ۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔اے مکرم صوفی غلام محمد صاحب بی۔ایس سی۔ مکرم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے بی۔ٹی۔ مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب بی۔اے بی۔ٹی نے پیشگوئی کے مختلف حصوں پر روشنی ڈالی۔ ۔۔۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا عقیدہ عیسائیت میں کس طرح داخل ہوا؟

آج سے ۱۹۱۰ سال پیشتر آثار قدیمہ سے ملنے والے ایک مکتوب کی شہادت

(از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائل پوری)

حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیت سے آیا۔ عیسائیت میں اس عقیدہ کی بنا انجیل پر ہے۔ جس پر ایک نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اول تو متی اور یوحنا کی انجیل اس واقعہ کے متعلق بالکل خاموش ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کے سامنے حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہوں۔ اور وہ اس عظیم الشان اور خارق عادت واقعہ کے متعلق ایک لفظ بھی نوکِ قلم پر نہ لائیں۔ پھر طرفہ ماجرا یہ ہے کہ انجیلی بیانات میں مقام صعود کے متعلق ہی شدید اختلاف ہے۔ جو کہ اس واقعہ کے بطلان پر ایک واضح ثبوت ہے۔ لوقا کا یہ بیان ہے کہ مسیح "بیت عنیاہ" سے آسمان پر اٹھائے گئے (لوقا ۲۴/۵۰) جو کہ کوہ زیتون کے مشرق کی طرف ایک چٹانی وادی کے اندر واقع ایک بستی کا نام ہے۔ لیکن اسکے برخلاف "اعمال الرسل" سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کوہِ زیتون سے آسمان پر اٹھائے گئے (اعمال ۱/۹ تا ۱۲) یہ تو ہے موجودہ انجیل کی اندرونی شہادت اب ایک بیرونی شہادت ملاحظہ ہو۔ جو کہ آثار قدیمہ سے دستیاب ہوئی۔

یہ شہادت ایک مکتوب سے تعلق رکھتی ہے جو واقعہ صلیب کے سات سال بعد اسیری صوفیا کے فرقہ کے ایک بزرگ نے اپنے سلسلہ کے احباب کو لکھا۔ یہ مکتوب شہر سکندریہ کے ایک پرانے مکان میں ابی سینیا کی ایک تجارتی کمپنی کے ممبر کو دوران سیاحت میں دستیاب ہوا یہ مکان قدیم زمانہ میں یونانی راہبوں کا مسکن تھا۔ لیکن اب بالکل غیر آباد اور ویران ہے اس شخص کو جب یہ دستاویز ملی تو اس نے ایک فرانسیسی دوست کو دکھلائی۔ اس کے پاس ایک پادری بیٹھے تھے۔ جس نے ہر چند کوشش کی کہ صلیب کی اس شہادت کو ضائع کر دیا جائے لیکن ان کی پیش نہ جا سکی۔ فرانسیسی فاضل اس مکتوب کی تاریخی اہمیت اور عظمت کو خوب سمجھتا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی۔ کہ عیسائی مشن کی بجائے یہ فرانس میں بھیج دیا جائے لیکن مصری مشن کی فساد انگیزی کے باعث وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر ابی سینیا کے با رسوخ سوداگروں کی ہمت اور کوشش سے یہ مکتوب عیسائی مشنریوں کے ہاتھ پڑنے اور ضائع ہونے سے بچ گیا اور فری میسن سوسائٹی کے ہاتھ آگیا سال ۱۹۰۹ء میں اس مکتوب کا انگریزی ترجمہ کروسی فیکیشن (Crucifixion) کے نام سے شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔ جو کہ میاں معراج دین صاحب مرحوم نے کیا ہے۔ اس مکتوب میں واقعہ صلیب کے چشم دیدہ حالات پیش کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ صلیب سے حضرت عیسٰے علیہ السلام بیہوشی کی حالت میں زندہ اتار لئے گئے تھے۔ اس سلسلہ میں انجیلی بیانات کی حیثیت کیا ہے۔ جن میں واقعات صلیب اور صعود مسیح کو بالکل غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ راقم مکتوب اسیری فاضل کی زبان سے اصل حقیقت سنئے

(انجیلی بیانات کی حقیقت)

"اے میرے پیارے بھائیو! اب سنو! کہ آج سے سات سال قبل یروشلم میں کیا واقعات رونما ہوئے۔ ان تمام واقعات کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں چشم دید گواہ ہوں میں نے کبھی لب نہ کھولے۔ مبادا یہ راز افشا ہو جائے ...... یسوع کی زندگی کے حالات بہت سے لوگوں نے لکھے ہیں اور ان میں اکثر ایسے بھی ہیں۔ جن کو عام طور سے پرہیزگار اور بہت نیک آدمی خیال کیا جاتا ہے لیکن ان سب نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ سب دوسروں کی سنی سنائی باتیں ہیں کسی نے کوئی واقعہ نہ آنکھوں سے دیکھا نہ ہی کوئی چشم دید گواہ ہے۔ اصل میں یہ لوگ یسوع کے ساتھ بہت گہری محبت رکھتے ہیں اسی محبت کے جوش میں اور اسکے عزت اور احترام کی وجہ سے غلو کرتے ہیں یہ سادہ مزاج لوگ افراط و تفریط اور ظن و وہم کی بلا میں مبتلا ہیں اور جو کچھ کسی کے منہ سے اپنے واجب الاحترام استاد کی بابت سن لیتے ہیں۔ اس کو بغیر غور و فکر کے مان لیتے ہیں نہ [illegible] کو دیکھتے ہیں نہ ان افواہی افسانوں کی حقیقت پر غور کرتے ہیں۔ یہی حال یسوع کے شاگردوں کا ہے۔ ان میں سے اکثر نے یسوع کی زندگی اور موت کی حکایت روایتاً دوسروں سے سنی ہے اس میں شک نہیں کہ یسوع کے کئی شاگرد جائے وقوعہ پر موجود تھے اور انہوں نے واقعات کو آنکھوں سے بھی دیکھا ہے لیکن ان چشم دید گواہوں نے ان عظیم الشان اور نہایت اہم واقعات کے متعلق کوئی خبر نہیں دی"

آسمان پر جانے کی حقیقت کیا ہے؟

راقم مکتوب آخر میں لکھتے ہیں ـــ کہ جب یسوع دور دراز کے نامعلوم سفر پر روانہ ہونے لگے تو کوہ زیتون پر کھڑے ہو کر آپ نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کی کہ ہمیشہ فرخندہ پیشانی اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہو۔ اس نے اپنے ان دوستوں کے لئے جنہیں اب الوداع کہنا تھا دعا کرنا شروع کی۔ اور پھر ہاتھ پھیلا کر ان کو برکت دی۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور پہاڑ پر سورج سے رنگی ہوئی دھند چھا گئی تھی۔ اس وقت حواری رکوع میں پڑے ہوئے تھے یسوع اسی حالت میں اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی جلدی اس دھند و غبار کے اندر روانہ ہو گیا۔ جب حواریوں نے منہ اٹھایا تو ان کے پاس ہمارے سلسلہ کے دو بھائی سفید لباس میں ملبوس کھڑے تھے۔ انہوں نے حواریوں کو کہا کہ اب یسوع کا انتظار نہ کرو۔ اب وہ چلا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی شاگرد روانہ ہو پڑے اور جلد جلد پہاڑی سے اترنے لگے۔

ادھر شہر میں یہ افواہ مشہور ہو گئی کہ یسوع بادلوں میں اٹھا لیا گیا۔ اور بہشت میں داخل کر دیا گیا۔ یہ کہانی ان لوگوں نے جوڑی تھی جو یسوع کی رخصت کے وقت پاس موجود نہ تھے۔ حواریوں نے اس کی تردید کرنا اس لئے پسند نہ کیا کہ اس سے ان کے مسئلہ کی تائید ہوتی تھی اور جو لوگ یسوع پر ایمان لانے کے لئے کسی معجزہ کے طالب تھے ان پر اس سے اثر پڑتا تھا۔"

جائے غور ہے کہ جب کہ یوحنا جیسا بڑا آدمی یسوع کی رخصت کے وقت پاس موجود تھا۔ اس نے تمام باتیں اپنے کانوں سے سنیں اور آنکھوں سے دیکھی تھیں مگر اس نے اسرار سے مملو نہ تو زبان سے کوئی کلمہ نکالا اور نہ ہی قلم سے کچھ لکھا۔ یہی حال متی کا ہے۔ وہ بھی اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے لیکن زبان اور قلم سے وہ بھی خاموش ہے۔ ان کے سوا اور لوگ تھے۔ جنہوں نے افواہوں کو جمع کر کے ان کی ایک تصویر اپنے خیالات کے مطابق بنالی۔ کیونکہ ان کے دلوں میں یسوع کی عظمت بڑھانے کا شوق جاگزیں تھا۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک شخص مرقس نامی بھی ہے۔ جس نے روم میں ایک جماعت کی طرف لکھکر اسباب کی تفصیل بھیجی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ وہ خود موقعہ پر موجود نہ تھا اور اس نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ صرف لوگوں کی افواہوں کو جمع کر دیا ہے۔ ایسا ہی لوقا کا حال ہے۔ وہ بھی موجود نہ تھا۔ اس نے بھی سنی سنائی باتیں لکھ ڈالیں۔

آج سے ۱۹۱۰ سال پیشتر کے یہ انکشافات کسی تبصرہ کے محتاج نہیں ہیں واقعات صلیب اور صعود مسیح کی اصل حقیقت آپ کے سامنے ہے۔ ان کی روشنی میں غور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خط کی اشاعت سے پیشتر جو باتیں بیان کیں۔ ان کی تصدیق اس خط کے ذریعہ کس درجہ صفائی سے ہو رہی ہے۔ الحمد للہ

واشنگٹن (امریکہ) میں مسجد اور دار التبلیغ کیلئے مکان خرید لیا گیا

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مسجد و دار التبلیغ واشنگٹن (امریکہ) کیلئے مکان کا سودا مکمل ہو گیا ہے! اللہ تعالےٰ اس بڑے بر اعظم کو اسلام کے نور سے منور فرمائے آمین۔ اسلام کی ترقی کے سلسلہ میں یہ ایک عظیم الشان کام ہے۔ اور خدا کے فضل سے جماعت کے لئے ایک فخر کا موقع ہے۔

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم

(نائب وکیل التبشیر)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت ۱۲۰۳۸ میں محمد اسحٰق ولد عزیز الدین صاحب بھٹی ملازم پیشہ عمر ۵۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ساجہ وال ڈاکخانہ شرقپور کلاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک حویلی قیمت اندازاً ۱۰۰۰ روپے رقبہ ۱۲ مرلہ، زمین سفید سکنی واقعہ شیخوپورہ قیمت ... لیکن میرا گذارہ اس وقت اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ... ہے۔ لیکن اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور وصیت کرتا ہوں میری بعد وفات جو جائداد ثابت ہو۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد: محمد اسحٰق ولد عزیز الدین حال ملازم امیونیشن ڈیپو ملیر چھاؤنی کراچی۔ گواہ شد:۔ صاحبزادہ محمد حسین سیکرٹری تعلیم و تربیت ڈرگ روڈ کراچی۔ گواہ شد:۔ شیخ نواب الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈرگ روڈ (کراچی)

وصیت ۱۱۳۰۵ میں عبد الرحیم ولد مولوی عبد السلام صاحب راجپوت ملازم پیشہ عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کانٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ممندرجہ ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ البتہ مشرقی پنجاب میں قریباً ساڑھے آٹھ لاکھ کی غیر منقولہ جائداد چھوڑی ہے۔ جس میں ایک چچا۔ ایک بہن ایک والدہ شریک تھے۔ اگر وہ اصل جائداد یا اس کے عوض کوئی جائداد یا معاوضہ مجھے مل گیا۔ تو اس کے عوض کوئی جائداد یا معاوضہ مجھے مل گیا۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد دیگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ۸۵ روپے الاؤنس ہے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد:۔ عبد الرحیم ہیڈ کلرک بیت المال صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد:۔ عبد الوہاب احمدیہ دیالہ سٹریٹ رام نگر لاہور۔ گواہ شد:۔ عبد الجلیل احمدیہ دیالہ روڈ رام نگر لاہور

وصیت ۱۱۴۸۲ میں منشی خان ولد بھیجو خان راجپوت زمیندار پیشہ عمر ... سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن کانٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۸/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد زرعی زمین مشرقی پنجاب میں دو مربع تھی۔ جس کا کچھ حصہ چاہی اور کچھ بارانی تھا۔ مکان اور سفید برائے مکان کی قیمت اندازاً ۵۰۰/- ۳ ہزار۔ زمین کی قیمت قریباً ۱۳۰۰۰/- ہزار۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اصل یا اس کے عوض جائداد یا جو معاوضہ مجھے دیا گیا۔ اُس کے عوض جائداد یا جو معاوضہ مجھے دیا گیا۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس وقت مجھے چک ۲۹۷ ج ب ضلع جھنگ میں کچھ زمین عارضی طور پر میرے نام الاٹ ہے۔ اس کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا ہوں گا۔ اور اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اگر وفات کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا چوہدری منشی خان حال چک ۲۹۷ ج ب ڈاکخانہ شور کوٹ ضلع جھنگ۔ گواہ شد:۔ محمد شفقت علی خان انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ عبد المنان بقلم خود چک ۲۹۷ سابق کانٹھ گڑھی

وصیت ۱۲۱۱۴ میں غلام فاطمہ زوجہ میاں اللہ بخش صاحب درزی عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر مبلغ ... روپیہ جو بذمہ خاوند ہے۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا رقم پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ نشان انگوٹھا غلام فاطمہ زوجہ میاں اللہ بخش۔ گواہ شد:۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ میاں اللہ بخش خاوند موصیہ

وصیت ۱۱۹۳۰ میں مسمی محمد الدین ولد چوہدری مہر الدین صاحب قوم راجپوت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۵۰/- روپے ہے۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ محمد الدین ٹوار پی مال ساکن ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:۔ محمد سعید بقلم خود پرسنل منشی۔ گواہ شد:۔ محمد اقبال حسن ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ

وصیت ۱۱۹۳۶ میں مسمی منشی رحمت خان ولد امیر خان پٹھان عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن فیروزپور حال راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۷/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں۔ اس وقت میرے لڑکے کی طرف سے جو کہ غیر احمدی ہے مبلغ ۵/- روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ باقی تمام اخراجات وہ خود برداشت کرتا ہے۔ میں تازیست اس جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اور میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو گی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ رحمت خان بقلم خود۔ گواہ شد:۔ نصیر احمد بھٹی انسپکٹر وصایا حلقہ نمبر ۳ راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ عبد المنان سیکرٹری تبلیغ حلقہ نمبر ۳ راولپنڈی

وصیت ۱۱۹۳۸ میں مسمی منظور احمد ولد محمد شریف ارائیں مرحوم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۶ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۶/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ بلکہ موضع منگل باغبانان متصل قادیان میں ہے۔ اس وقت میرے پاس صرف ۱۰۰/- روپے کے جانور ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ منظور احمد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ خاکسار عبد الکریم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۹۶ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:۔ بشیر احمد ٹوار ڈی مال چک ۹۶ گ ب

وصیت ۱۱۹۲۴ میں مسمی عبد الحمید ولد حسین بخش صاحب راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ماہوار آمد ۴۹/۸ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اور میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہو۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ عبد الحمید ٹوار ی مال تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور محلہ اسلام پورہ۔ گواہ شد:۔ حسین بخش ولد عبد الحمید ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:۔ محمد سعید پوسٹل منشی بقلم خود۔

وصیت ۱۱۹۲۵ میں احسان الحق ولد حسین بخش راجپوت ملازمت پیشہ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۴۹/۸ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اور میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہو۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد:۔ احسان الحق پٹواری مال تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور محلہ اسلام پورہ۔ گواہ شد:۔ حسین بخش والد موصی۔ گواہ شد:۔ محمد سعید بقلم خود پوسٹل منشی

وصیت ۱۱۹۲۹ میں مسماۃ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ پیر محمد یوسف صاحب قریشی عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن گوجرہ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ حق مہر ۵۰۰/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور ۸/- روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اور میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ بقلم خود امۃ الحفیظ۔ گواہ شد:۔ محمد اقبال حسین ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی ہائی سکول۔ گواہ شد:۔ پیر محمد یوسف بی۔ اے بی۔ ٹی سینئر ٹیچر انگلش ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ (خاوند موصیہ)

وصیت ۱۱۹۵۵ میں مسماۃ حفیظ بیگم زوجہ مولوی عبد الرحمن صاحب ارائیں پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال چک ۲۷۶ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ جنوری ۱۹۴۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر ۵۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ نقد مبلغ ۳۲۰/- روپے زنانہ طلائی ۳ تولہ قیمتی ۲۷۰/- روپے میزان کل ۸۹۵/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ حفیظ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ خسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ بقلم خود

وصیت ۱۲۲۳۳ میں مسماۃ صادقہ طاہرہ بنت حافظ عبد الرحمن صاحب قریشی عمر ۱۷ سال لاہور بقائمی ہوش و حواس آج بتاریخ یکم مئی ۱۹۴۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کڑے طلائی وزنی ۴ تولے قیمت ۵۰/- ۴ کانٹے طلائی وزنی ۱۱ ماشے قیمتی ۱۵۰/- روپے۔ انگوٹھیاں طلائی پانچ عدد ۲۰۰/- روپیہ پازیب نقرئی ۳۵/- میزان ۸۷۵/- روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور میرے ... کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ صادقہ طاہرہ۔ گواہ شد:۔ مسعود احمد مکان ۸۹ نیلہ سٹریٹ نمبر ۱۲۷ نسبت روڈ۔ لاہور۔ گواہ شد:۔ خلیل احمد جودھامل بلڈنگ لاہور

وصیت ۱۲۵۷۷ میں مسماۃ سیدہ شیریں تاج زوجہ حوالدار میجر سید محمد احمد صاحب قوم سید تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن سیالکوٹ چھاؤنی پنجاب۔ ادھیمل سینٹر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۷/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرا حق مہر ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ کانٹے طلائی وزن ایک تولہ قیمتی ۱۰۷/- روپے انگشت طلائی ایک عدد وزن ۲ تولہ ۱۱ رتی ۴ بگانی طلائی ایک عدد قیمت ۱۱۰/- روپے۔ کڑی طلائی ایک جوڑہ قیمت ۱۱/۵/۳۵ روپے۔ انگشتری طلائی دو عدد قیمت ۸ ماشہ ۷۲/- روپے کل میزان ۱۰۸۸/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر ترکہ ثابت ہو اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ سیدہ شیریں تاج۔ گواہ شد:۔ حوالدار میجر سید محمد احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر سید محمد عالم ملٹری انجینئرنگ سکول سیالکوٹ چھاؤنی

وصیت ۱۱۹۵۷ میں مسمی مہر دین ولد اللہ دتہ ارائیں عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن قادیان حال چک ۲۷۵ ر۔ ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ قادیان دار الامان میں یک کنال اراضی قطعہ نمبر ۵ مکان میں ۲ کمرے ایک باورچی خانہ قیمتی ۲۰۰۰/- روپیہ ہے۔ اگر یہ جائداد مجھے واپس ہوئی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ اس وقت زمینداری پر ہے۔ جو اراضی چک مذکور میں الاٹ ہوئی ہے۔ اُس کی سالانہ آمد فی ۲۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہو گی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ مہر دین ولد اللہ دتہ ارائیں۔ گواہ شد:۔ عبد الخالق سیکرٹری مال چک ۲۷۶ ڈاکخانہ چک ۲۷۵ گوجرہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ رحمت اللہ ولد کرم بخش ساکن چک مذکور

وصیت ۱۱۹۵۸ میں مسماۃ صادقہ بیگم زوجہ چوہدری سلطان احمد صاحب ارائیں عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال چک ۲۷۶ ر۔ ب ڈاکخانہ چک ۲۷۵ ر۔ ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر ۲۵۰/- روپے بذمہ خاوند ہے۔ زیور ڈنڈیاں طلائی یک تولہ قیمتی ۱۰۰/- کل جائیداد قیمتی ۳۵۰/- روپے کے ۱/۵ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ صادقہ بیگم زوجہ چوہدری سلطان احمد۔ گواہ شد:۔ چوہدری سلطان احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبد الرحمن مولوی فاضل پریذیڈنٹ جماعت

وصیت ۱۱۷۷۹ میں مسمی سلیم اللہ خان ولد عنایت اللہ خان ککے زئی پیشہ انجینئرنگ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن دھرم کوٹ بگہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد مشرقی پنجاب میں رہ گئی ہے۔ اس لئے جب خدا تعالیٰ واپس دلیگا۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی دیا جائیگا۔ موجودہ اوسط ماہوار آمد ۷۰/- روپے شمار ہوتی ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد جو بھی جائیداد خود پیدا کروں۔ اس کا ۱/۱۰ صدر انجمن احمدیہ کو دیا جائے گا۔ العبد:۔ سلیم اللہ خان آئرن ورکس نزد ہائی سکول محلہ ٹاؤن آباد ضلع میرپور خاص۔ گواہ شد:۔ الطاف جاوید کمپونڈر سول ہسپتال میرپور خاص سندھ۔ گواہ شد:۔ ایم۔ اے۔ یوسف زئی پراونشل امیر جماعت احمدیہ صوبہ سندھ

وصیت ۱۲۱۱۸ میں مسمی محمد عبد اللہ ولد حکیم محمد ظہیر الدین صاحب راجپوت بھٹی عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۱ء ساکن اروپ کھنڈوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۸/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں ابھی والدین کی موجودگی میں کوئی الگ جائداد کا مالک نہیں۔ تین ایکڑ زمین ہم تینوں بھائیوں میں والد صاحب کی موجودگی میں اکٹھی ہے اور میں فرقان فورس میں مستقل ملازم ہوں۔ مبلغ ۵۰/- روپے وظیفہ ملتا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یکصد روپیہ میرے پاس نقد موجود ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے بعد جو جائداد خود پیدا کروں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ محمد عبد اللہ نمبر ۲۶ فرقان فورس۔ گواہ شد:۔ کیپٹن عبد المنان دہلوی فرقان فورس۔ گواہ شد:۔ محمد صدیق مولوی فاضل (وقف زندگی فرقان فورس)

آپ کی قیمت اخبار ختم ہے

امید تھی کہ آپ کی طرف سے قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر دفتر کو اس وقت مل جائے گی — لیکن باوجود انتظار کے رقم آپ کی طرف سے نہیں مل سکی۔ اب مجبوراً وی پی ارسال خدمت ہے۔ وصول فرما کر ممنون فرماویں۔ اگر خدانخواستہ آپ نے وی پی وصول نہ فرمایا۔ تو مجبوراً اخبار آپ کی خدمت میں نہیں بھجوایا جائے گا۔ (منیجر الفضل)

نمبر	نام		نمبر	نام	
۴۰۷	سیٹھ اسماعیل صاحب	۲۷	۱۵۸۰۹	ملک عبدالرحمٰن صاحب	۵
۱۳۲۶	میاں محمد رفیع صاحب	۳۱	۱۵۹۵۱	منشی غلام محمد صاحب	۳۱
۱۸۹۲	ڈپٹی محمد حسین صاحب	۵	۱۵۹۸۰	چوہدری محمد شریف صاحب	۵
۵۳۱۶	سید فضیل شاہ صاحب	۲۶	۱۶۴۳۳	ڈاکٹر محمد حسین صاحب	۲
۶۳۵۲	ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	۲۴	۱۶۶۵۶	کیپٹن عبدالحمید صاحب	۲۳
۶۷۴۵	غلام سرور صاحب	۳۱	۱۶۹۹۱	قاضی اللہ بخش صاحب	۳۱
۷۱۸۵	میاں کریم بخش صاحب	۵	۱۹۴۵۳	ایم اے خورشید صاحب	۱۹
۹۳۰۹	میاں قمرالدین صاحب	۳۱	۱۷۵۱۶	مولوی محمد صاحب	
۱۰۰۹۹	سید علی صاحب	۲۷	۱۸۳۹۶	میاں چراغ دین صاحب	۴۵
۱۰۲۷۴	غلام محمد صاحب	۵	۱۸۴۳۳	ماسٹر غلام رسول صاحب	۲
۱۰۰۴۰۰	چوہدری فضل الٰہی صاحب	۳۱	۱۸۹۹۱	پیر سلطان احمد صاحب	۲۰
۱۰۰۸۷۶	شیخ احمد دین صاحب	۳۱	۱۹۰۶۶	لفٹیننٹ وہاب الدین صاحب	۲۰
۱۱۴۲۷	خان بہادر سعد اللہ خاں صاحب	۳۱	۱۹۲۹۷	پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ	۲۳
۱۲۷۸۱	خواجہ محمد صدیق صاحب	۳۱	۱۹۵۳۵	صوبیدار محمد احمد صاحب	۲۶
۱۴۳۴۶	مولوی نظام الدین صاحب	۳۱	۱۹۶۷۶	منشی خدا بخش صاحب	۳۰
۱۴۴۵۶	شیخ محمد قدیر صاحب	۵	۲۰۴۴۲	چوہدری عبدالحمید صاحب	۳۰
۱۴۵۸۳	منشی برکت علی صاحب	۵	۲۰۵۳۱	فضل احمد صاحب	
۱۵۶۷۸	غلام قادر صاحب	۳۰	۲۰۸۵۵۱	منشی احمد دین صاحب	۲۲
۱۵۷۰۴	انجمن احمدیہ	۳۱			

نیوی میں بھرتی کیلئے افسران کا دورہ

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ نیوی فوج کے افسران رنگروٹ بھرتی کرنے کیلئے نیچے دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق دورہ فرمائیں گے۔ احمدی نوجوان جو بحری فوج میں بھرتی ہونے کا شوق دل میں رکھتے ہوں مندرجہ ذیل مقامات پر مندرجہ اوقات میں اپنے آپ کو پیش کریں ملاقات کا وقت ۹ بجے صبح سے شروع ہوگا۔

تاریخ	مقام	جگہ جہاں بھرتی ہوگی
۷ مئی	لائلپور	ریسٹ ہاؤس
۱۳ مئی	منٹگمری	"
۲۴ جون	کراچی	ایچ ایم پی ایس دیدار کوئین روڈ کراچی

رنگروٹ کی قسم	عمر	قابلیت	تنخواہ اور الاؤنس
(۱) بوائز	۱۶-۱۵	میٹرک یا نویں	۲۷ — ۸ — ۰
(۲) اپرنٹس	۱۷—۱۶	سائنس کے ساتھ	۵۴ — ۰
(۳) میونیکشن انگریکیر برانچ	۲۱—۱۸	میٹرک	۶۸ — ۸
انڈنٹ	۲۱-۱۸	آٹھویں	۵۹ — ۸
(۴) اسٹوکر	۲۱—۱۸	ساتویں	۵۹ — ۸
(۵) باورچی			
(۶) ائیر اسٹنٹ رسلٹ ریڈیو ایکرڈینیٹ	۲۱ — ۱۸	میٹرک	۶۸ — ۸

احباب

سونا چاندی کے فینسی زیورات عین وقت پر تیار کرانے کیلئے شیخ عزیز الدین احمد اینڈ سنز احمدی زرگران اندرون موچی دروازہ چوک نواب صاحب لاہور کی خدمات حاصل کریں
خاکسار شیخ جلال الدین ایگزیکٹو آفیسر مری

جماعت احمدیہ لاہور کے نام پیغام

دواخانہ خدمت خلق کے مرکبات جو عموماً الفضل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ نمائش گاہ شمال نمبر ۸۸ سے مل سکتے ہیں۔

احباب مطلع رہیں!

الفضل میں اشتہار دینا کامیابی کا کلید ہے

۲۵ فیصدی کمیشن

:- ست سلاجیت دیتھر موتی میانی قدرتی اکسیر ہونے کے لحاظ سے سینکڑوں بیماروں کا جادو اثر علاج ہے۔ ہم سے خریدنے والے ایک روپیہ تولہ سے تین روپے تولہ تک دیتے ہیں ہندوستان کے مشہور دواخانے وید حکیم چالیس سال سے ہمارے خریدار ہیں۔ قیمت ۲۰ تولہ سات روپے۔ چالیس تولہ دس روپے۔ ۸۰ تولہ پندرہ روپے

پتہ:- منیجر جڑی بوٹی سپلائی سٹور مانسہرہ ضلع ہزارہ صوبہ سرحد

ایکسپیلر مین کی ضرورت

"گوجرہ آئل فیکٹری کے لئے ایک قابل اور تجربہ کار Ex Pellerman ایکسپیلر مین کی ضرورت ہے جو ۸۰ ہارس پاور کا انجن چلا سکتے ہوں اور تیل Refining کے کام میں بھی مہارت رکھتے ہوں تنخواہ ۱۲۰/- روپیہ ماہوار علاوہ کمیشن کے ہوگی۔ درخواستیں بنام منیجر سندھ ویجی ٹیبل آئلز کمپنی گوجرہ یکم مارچ تک آجانی چاہئیں۔

سرحد پر تجارت

قصور اور گنڈا سنگھ والا فیروز پور بارڈر اور کھیم کرن بارڈر پر تجارت کرنے والے احباب عبدالعزیز اینڈ کمپنی کسٹم کلیرنگ ایجنسی ریلوے روڈ قصور کے ساتھ ہر قسم کی آسانیوں اور رعایت کے ساتھ تجارت کریں۔
ملک عبدالعزیز اینڈ کمپنی لمیٹڈ کسٹم کلیرنگ ایجنسی ریلوے روڈ قصور

تمام جہان کیلئے آسمانی پیغام

منجانب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ

انگریزی میں کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الٰہ دین سکندرآباد دکن

دواخانہ خدمت خلق

اکسیر جنین جو لوگ روپیہ خرچ کر سکتے ہوں انہیں حب اٹھرا کے ساتھ یہ دوا بھی استعمال کرانی چاہیئے۔ اٹھرا کی گولیوں کے اثر کو بڑھانے والی دوا ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ

روغن تحسین بال بڑھانے کا بہترین تیل قیمت سوا روپیہ۔ بارہ شیشی تیرہ روپے ۱۲/-

ہمدرد نسواں جن عورتوں کے حمل ضائع ہو جاتے ہیں یا چھوٹے بچے خصوصاً لڑکے فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کا مجرب اور کارگر علاج۔ قیمت ۹ ماہ کی دوائی انیس روپے

فضل الٰہی جن عورتوں کو لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا نہایت ہی کامیاب علاج ہے پہلے سے استعمال کیا جائے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے تندرست لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۹ ماہ کی دوائی ۱۶ روپے

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ (مغربی پاکستان)

انتہا ہے شکستہ پائی کی

روزنامہ احسان یکم مارچ ۱۹۵۰ء میں لکھتا ہے۔ قصور شہر کے تقریباً تین درجن ذمہ دار شہریوں کی طرف سے ہمیں ایک تحریر وصول ہوئی ہے جس میں لکھا ہے:۔ کہ

"قصور کی پر امن و پرسکون فضا میں گذشتہ ایک سال سے مولانا محمد عمر صاحب نے عشق رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں جس بے دردی سے کفر کی مشین چلائی اور بھولے بھالے مسلمان عوام میں جس بے جگری سے بغض و عداوت، نفرت و عناد، فتنہ و فساد کی تخم ریزی کی۔ اور کفر سازی کی صنعت کو فروغ دینے کے لئے جس قدر حربے استعمال کئے اور مناظرے کے لئے کئی دفعہ للکارا۔ محتاج بیان نہیں۔

ہم نے قائداعظم کی وصیت (تنظیم و اتحاد بین المسلمین) اور امن عامہ کے پیش نظر اور اس امید پر کہ اکفار و تکفیر کا یہ کارخانہ کسی ملکی احساس کے ماتحت زنگ آلود ہو کر خود بخود بند ہو جائے گا۔ نہایت ہی صبر و سکون سے کام لیا۔ مگر افسوس کہ ہماری خاموشی حاشیہ نشینوں کی بے جا حوصلہ افزائی اور حکام شہر کی شرافت سے مولوی صاحب موصوف نے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آخر یہ سمجھ لیا۔ کہ درخانہ کسے نیست یعنی میدان خالی ہے۔ چنانچہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۱۲/۴۹ء کو تبلیغی جماعت کے نام پر شہر اور ملک کے جملہ اہل سنت والجماعت کو اس قدر بازاری اور حیا سوز الفاظ سے خطاب کیا کہ جن سے انسانیت و شرافت لرزہ بر اندام ہے۔

مثلاً تبلیغی جماعت کے تمام ارکان وہابی تھے اور وہابی خنزیر ہوتے ہیں۔ وہابی جن مسجدوں میں جاتے ہیں۔ وہ ناپاک و پلید ہو جاتی ہیں۔ ان کو دھوئے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔ قصور کی جامع مسجد اور دوسری مسجدیں جہاں کلمہ طیبہ اور نماز کی تبلیغ اور خدائے پاک کی بندگی کرتے رہے ہیں۔ وہ سب پلید ہو چکی ہیں۔ یہ ہیں فتوے اس واعظ کے جو مسلمانوں کے اتحاد کے پرچے فضائے آسمانی میں اڑا دینے کا مذموم ارادہ رکھتا ہے۔ مولوی صاحب مذکور کے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ہر سچا مقلد بھی جو سنت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا حامی اور بدعت سے نفرت کرنے والا ہو۔ وہابی ہے۔ اور وہابی خنزیر ہے۔ حالانکہ تبلیغی جماعت کی ہیئت ترکیبی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔"

اس تحریر میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ ہم اس پر ثالث بن کر کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ ہمارا سر تو صرف یہ دیکھ کر شرم و ندامت سے جھک گیا ہے کہ اس زمانے میں جبکہ خدا نے بے اندازہ ایثار و قربانی کے بعد مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کر دیا ہے۔ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو وہابیت وغیرہ وہابیت یا مقلدیت وغیر مقلدیت کے جزوی و فروعی اختلافات کی آڑ میں اتحاد بین المسلمین کی جڑ پر کلہاڑا چلانے کا خیال کر سکتے ہیں۔ ہم نہایت دردمندی و دلنوازی کے ساتھ اس قسم کے بزرگوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ خدارا اس نوع کی سرگرمیوں سے باز آئیں مسلمانوں کو اس سے زیادہ خطرات کا مقابلہ کرنا ہے۔ جس پر وہ سر دھن رہے ہیں پھر یہ کونسی دانائی ہے کہ دشمن کی تلوار جو ہمارے حلقوم پر چل رہی ہے اس سے نظر پھیر کر آپ چوز پھوڑے پھنسیوں کو (اگر آپ کی رائے میں ایسا ہے) اس طرح اچھال رہے ہیں کہ جان چاہے نکل جائے۔ مگر آپ کی عارضی تشفی اکرکری نہ ہو۔ للعاقل تکفی الاشارہ

مولوی ظفر علی خانصاحب کی ایک تقریر

"مولوی ظفر علی خانصاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کے لئے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے۔ کونسی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔ کیا بھولے سے کبھی تم نے تبلیغ اسلام کی۔ احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے گگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے تم میں ہے جو کوئی قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا تم خود کچھ نہیں جانتے۔ تو لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے۔ جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ گالیاں اور بدزبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر۔ لاہور میں مسجد شہید ہوئی تم ٹس سے مس نہ ہوئے۔ مگر قادیان میں نماز جمعہ کی آڑ میں تم نے مورچہ لگا دیا۔ اس میں بھی تمہیں ایسی ناکامی ہوئی کہ قیامت تک یاد رکھو گے۔ سوائے چند تنخواہ دار اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کے تم کسی کو جیل خانہ نہیں بھجوا سکے۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ اس موقع پر احراری سیخ پا ہو گئے اور چلا اٹھے کہ ظفر علی مرزائی ہے۔ مرزائیوں کا تنخواہ دار ایجنٹ ہے۔ اس نے احمدیوں سے روپیہ لیا ہے۔ ایک مولوی نے کہا کہ ظفر علی قرآن غلط پڑھتا ہے تفسیر غلط کرتا ہے۔ اس کی بات مت سنو۔ اس پر شور پڑ گیا۔ تو تو میں میں تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک دوسرے پر آوازے کسے گئے۔ تھپیڑ رسید کئے گئے۔ مکا بازی کے مظاہرے ہوئے۔ ایک نوجوان نے ممبر پر چڑھ کر مولوی ظفر علی صاحب کے گلے کے پھولوں کے ہار توڑ ڈالے اور ان پر حملہ کر دیا۔ مگر وہ خوش قسمتی سے لوگوں کے بیچ میں آ جانے سے بال بال بچ گئے۔ ذرا شور تھما تو مولوی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا

حاضرین! احراری تہذیب کا نمونہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ ان رقعوں میں مجھے ماں بہن کی گندی اور ناگفتہ بہ گالیاں دی گئی ہیں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ پڑھ کر سناؤں اور آپ کو اشتعال دلاؤں۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے۔ تو پہلے قرآن سیکھو۔ مبلغ تیار کرو۔ عربی مدرسہ جاری کرو۔ قادیان میں دو چار مفسدہ پرداز بھیجنے سے کام نہیں چلتا۔ یہ تو چندہ بٹورنے کے ڈھنگ ہیں۔ اگر مخالفت کرنی ہے۔ تو پہلے مبلغ تیار کرو۔ غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو۔ یہ کیا شرافت ہے۔ کہ دو چار بھکاڑ بکواسی لونڈے قادیان میں بھیج کر مرزائیوں کو گالیاں دلوا دیں۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے۔ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔ اس پر ایک احراری مولوی کھڑا ہو گیا۔ اور مولوی ظفر علی صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تم تصدیق کرتے ہو کہ مرزا محمود نے واقعی خدمت اسلام کی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں میں تصدیق کرتا ہوں۔ ہاں میں تصدیق کرتا ہوں۔ تین بار کہا۔ اس پر شور مچ گیا اور اسی شور و دار و گیر میں جلسہ برخاست ہو گیا۔

(جلسہ مسجد خیر الدین امرتسر منعقدہ ۱۲ مارچ بروز جمعہ بصدارت شیخ صادق حسن رئیس اعظم سابق ممبر اسمبلی منقولہ ایک خوفناک سازش مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر (بحوالہ الفضل قادیان ۱۹ مارچ ۱۹۳۶ء)

اِتحاد بین المسلمین!

روزنامہ نوائے وقت ۲ مارچ میں مندرجہ ذیل ایڈیٹوریل نوٹ شائع ہوا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اتحاد بین المسلمین کے سلسلہ میں جو گذارشات کی گئی تھیں وہ بالکل رائیگان نہیں گئیں اور مختلف گوشوں سے اب یہ صدا بلند ہو رہی ہے کہ مسلمانوں میں فرقہ داری کی جو مہم چلائی جا رہی ہے۔ وہ ملک وملت دونوں کے لئے خطرناک ہے۔ لہٰذا اسے بند کیا جائے بعض عناصر اس کوشش میں ہیں کہ مسلمانوں کو شیعہ سنی، وہابی، بریلوی مختلف متحارب کیمپوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور قائد اعظم نے مسلمانوں میں اتحاد کی جو مبارک کیفیت پیدا کر دی تھی وہ زائل ہو جائے۔ الحمدللہ کہ اب ہمارے دوسرے معاصرین نے بھی اس کار خیر پر توجہ کی ہے اور مسلمانوں کو درس اتحاد کا آغاز کیا ہے۔ چند روز ہوئے ہم نے اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا تھا۔ جس میں قصور کے فتنہ کی بھی مذمت تھی۔ آج یہ دیکھ کر ہمیں خوشگوار حیرت ہوئی کہ دو اور معاصرین نے بھی اس موضوع پر اتحاد آموز خیالات کا اظہار کیا ہے۔

بہاولپور میں مہاجروں کے لئے بستیاں

بغداد الجدید یکم مارچ۔ وزارت مہاجرین و بحالیات کے ایک ترجمان نے اسٹار کو یہاں بتایا کہ ریاست کی حکومت کا ارادہ ہے کہ تقریباً چھ ہزار مہاجرین کی رہائش کے لئے حاصل پور چشتیاں اور بہاولنگر میں مہاجروں کی بستیاں قائم کی جائیں ترجمان نے مزید کہا کہ عنقریب تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ نیز یہ کہ اس مقصد کے لئے ایک معقول رقم کی منظوری ہو گئی ہے۔

(اسٹار)

کوئلہ کے متعلق پاکستان کی جنوبی افریقہ سے ملاقات

ڈربن یکم مارچ۔ یہاں کوئلہ کی صنعت کے متعلقہ افراد اب تک کراچی کی اس اطلاع کی توثیق نہیں کر سکے ہیں کہ جنوبی افریقہ نے پاکستان کو مقابلتاً ارزاں قیمت پر ۵ لاکھ ٹن کوئلہ سالانہ دینے کی پیش کش کی ہے۔ یہ تعداد گذشتہ سال یونین کے کوئلہ کی مجموعی برآمد سے ڈھائی لاکھ ٹن زیادہ ہیں۔

پاکستان اور یونین کے درمیان جو مذاکرات ہو رہے ہیں انکے نتیجہ کے طور پر وہاں کی کوئلہ کی صنعت میں عظیم الشان تبدیلی ہو سکتی ہے اجکی برآمد درآمدی کنٹرول اور مشرق وسطیٰ کی غیر متعین سیاسی حالت کی وجہ سے بری طرح سے متاثر ہوئی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ جنوبی افریقہ کا کوئلہ پاکستان لے جانے کے لئے ہر سال ۱۵۰ جہازوں کی ضرورت ہو گی۔

پاکستان کے کوئلہ کے کنٹرولر مسٹر ای ڈکسن کے رینڈ اور نٹال کے کوئلہ کے تاجروں سے مذاکرات کو "تحقیقاتی" کہا جا رہا ہے۔ نٹال کی کوئلہ کی کان کی عاملہ نے بتایا ہے کہ "قبل اس کے کہ کوئی بات قطعی طور پر طے کی جا سکے۔ انہیں اپنی حکومت کے سامنے رپورٹ پیش کرنی ہو گی"

(اسٹار)